سوال

ایک شادی شدہ نوجوان آدمی جوجنون جیسے مرض کا شکار ہونے کی بنا پر ہر وقت پریشان سا رہتا ہے، اور کمزور حافظہ کی بنا پر وسوسے کا بہت زیادہ شکار ہے, وہ اپنے اس خاندان والوں کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہے جو نجومیوں اور بدفالی پر ایمان رکھتا ہے اسی بنا پر وہ اسے کہتے ہیں کہ اسے جو بیماری اور تکلیف ہو رہی ہے اس کا سبب اس کی بیوی ہے اور وہ اسے منحوس قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس کا ستارہ منحوس ہے، اور اگر وہ اسے نہیں چھوڑتا تو بیماری بھی نہیں جائیگی اس نوجوان نے بیماری سے شفایابی کا لالچ کرتے ہوئے بیوی کو تین طلاق کے الفاظ ادا کردیے، ان الفاظ کی ادائیگی کرتے وقت اس کے پاس کوئی شخص نہ تھا حتی کہ بیوی بھی نہ تھی، اور بیوی کے گھر سے چلے جانے اور واپس نہ آنے کے خوف کی بنا پر اس نے اس کے بارہ میں کسی کو بتایا بھی نہیں، وہ کچھ عرصہ اس کے پاس رہی حتی کہ اس کے بچے کو جنم دیا اس نوجوان نے اس کے متعلق دریافت کیا تو اسے کہا گیا کہ جب وہ اسے بتائے گا تو اس کے بعد اس پر عدت ہوگی پھر وہ اس سے رجوع کر سکتا ہے، اور اسے اب چار برس بیت چکے ہیں اس نوجوان نے کسی اور سے بھی دریافت کیا: تو اس شخص نے اسے بتایا کہ نہ تو اسے طلاق ہوئی ہے اور نہ ہی وہ عدت گزارے گی، لیکن تمہیں اللہ سے توبہ کرنی چاہیے برائے مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ اس طلاق پر کیا مرتب ہوتا ہے، کیونکہ بیوی اب تک میرے پاس گھر میں ہے اور میری حالت بھی ویسی ہی ہے ؟ اور اس طرح کے اعمال کے صحیح ہونے اور ان سے فائدہ ہونے کا اعتقاد رکھنے والے کو آپ کیا نصیحت کرتے ہیں ؟ اور اسی طرح آپ بغیر علم کے فتوی دینے والے لوگوں کو کیا نصیحت کریں گے

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سب تعریفات اللہ سبحانہ و تعالی کی ہیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور ان کے صحابہ اور ان کے طریقہ پر علم کرنے والوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں

اما بعد:

علم نجوم سیکھنا سکھانا اور اس پر یقین رکھنا بہت ہی برا کام ہے، اور یہ جادو کی ایک قسم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جس شخص نے بھی علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا اس نے جادو کی ایک قسم حاصل کی اور اس پر جو زیادہ کیا وہ زیادہ ہے"

اہل علم کے ہاں بالاجماع علم نجوم حرام ہے، اور علم نجوم یہ ہے کہ: حادثات یعنی بیماری اور صحت اور فقر و تنگ دستی اور مالداری وغیرہ میں ستاروں کا اثر اندازی کرنے کا اعتقاد رکھا جائے، اور یہ چیز نجومیوں کے اوہام میں شامل ہے

لیکن اصل میں تو ستارے اللہ سبحانہ و تعالی نے آسمان کی زینت اور شیطانوں کو رجم کرنے کے لیے، اور خشکی و سمندر میں راستہ تلاش کرنے کے لیے پیدا فرمائے ہیں، ان کا حادثات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، نہ تو یہ کسی کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نہ ہی بیماری پر، اور نہ ہی کسی کی مالدار میں اثر کرتے ہیں اور نہ ہی فقیری میں، اور نہ ہی بارش کے نزول میں ان ستاروں کا کوئی اثر ہے اور نہ ہی کسی دوسرے چیز میں

بلکہ یہ تو ان نجومیوں کے وہم ہیں جن کے صحیح ہونے کی کوئی اساس تک نہیں ہے

اور کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان نجومیوں کے پاس جائے اور ان سے کسی چیز کے متعلق دریافت کرنا بھی جائز نہیں، نہ تو نجومیوں کے پاس جانا جائز ہے، اور نہ ہی

فال نکالنے والوں کے پاس جانا، اوراسی طرح سب کاہن اورجادوگروں کے پاس جانا بھی جائز نہیں جوعلم غیب جاننے کا دعوی کرتے ہیں، بلکہ ان سے بائیکاٹ کرنا واجب ہے، اور حکومت کی جانب سے ان کو سزا دینا اور سختی کرنا واجب ہوتا ہے تاکہ یہ لوگوں کو نقصان نہ دے سکیں اورانہیں گمراہ نہ کریں

ان نجومیوں وغیرہ سے سوال کرنا اوران کی تصدیق کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جوشخص بھی کسی نجومی کے پاس آیا اوراس سے کچھ دریافت کیا توچالیس راتیں اس کی نماز قبول نہیں کی جائیگی"

العراف : نجومی کاہن اورفال نکالنے والے کوکہا جاتا ہے، اوران جیسے ان افراد کوجوبعض غیب اشیاء کا علم رکھنے کا دعوی کرتے ہیں، اوراس میں وہ شیطانی طریقہ اختیار کرتے ہیں یعنی علم نجوم کودیکھنا، یا پھر لاٹھی سے مارنا وغیرہ دوسرے غلط طریقوں سے

اورایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جوشخص کسی کاہن کے پاس آیا اوراس کے قول کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پرنازل کردہ کا کفر کیا"

ان کی خبریں باطل ہوتی ہیں، اوران سے دریافت کرنا جائز نہیں، اورنہ ہی ان کی تصدیق کرنا جائز ہے، اورجوشخص بھی ایسا کرے ان سے سوال یا ان کی تصدیق کرے اسے توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اوراپنے کیے پرنادم ہواور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کرے

رہا اس طلاق دینے والے نوجوان شخص کا معاملہ تواگر اس کی عقل اس کے ساتھ ہے تو یہ طلاق واقع ہوچکی ہے، لیکن یہ ایک طلاق ہوگی، کیونکہ علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق تو ایک ہی مجلس میں دی گئی یا لکھی گئی تین طلاق صرف ایک ہی واقع ہوتی ہے

کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورمیں تین طلاق ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی، اوراسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں بھی، اوراسی طرح عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں "

پھر عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد میں تین طلاق دینے والی کی طلاق کو تین ہی جاری کردیا، اورفرمایا :

لوگوں میں اس معاملہ جلدی کرنا شروع کردی ہے جس میں ان کے لیے انتظار تھا، اس لیے اگر ہم ان پر یہ جاری کردیں توانہوں نے اسے جاری کردیا

لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تو ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کوایک طلاق شمار کیا جاتا تھا، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا تو یہی فرمان ہے

لیکن اگر اس نوجوان کی عقل بیماری کی وجہ سے صحیح نہیں اورثقہ قسم کے اشخاص اس کو جانتے ہیں تو یہ نوجوان عقل سے ماؤف شمار ہوگا، اوراس طرح کے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی

لیکن اگر اس کی عقل صحیح ہے اوربیماری نے اس کی عقل پر اثر نہیں کیا تو اس کی ایک طلاق واقع ہوجائیگی اور بیوی سے بغیر رجوع کیے اسے اپنے پاس رکھنا غلط ہوگا

اور بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع شمار ہوگا، اگروہ بیوی سے جماع میں رجوع کا ارادہ رکھے تو صحیح قول کے مطابق رجوع کی نیت سے جماع کرنا رجوع کہلائیگا، لیکن رجوع کی نیت کے بغیر رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف ہے آیا یہ رجوع ہوگا یا نہیں

صحیح یہی لگتا ہے کہ اس رجوع کی بنا پر علم نہ ہونے کی باعث وہ گنہگار ہوگا، اور حمل کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا اس کا رجوع ہوگا اور وہ اس کی بیوی بن جائیگا، اور اس کی ایک طلاق شمار کی جائیگی

لیکن اگر اس نے بیوی سے جماع اور ہم بستری نہیں کی اور نہ ہی اب تک اس سے رابطہ کیا ہے تو وضع حمل کی بنا پر وہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے، اور اس کی ایک طلاق ہوچکی ہے اس نوجوان کو حق ہے کہ وہ اس سے نئے مہر اور نئے نکاح کے ساتھ شادی کر لے، جس طرح کوئی عام شخص کرتا ہے

اور وہ اس سے اجنبی ہوگا گویا کہ وہ اس عورت کا رشتہ اپنے لیے طلب کر رہا ہے، اگر بیوی اس سے شادی کرنے پر راضی ہو تو وہ نئے مہر اور نکاح کے ساتھ شادی کر لے کیونکہ وضع حمل کی بنا پر اس کی عدت پوری ہو چکی ہے، یہ اس صورت میں ہے جب طلاق کے بعد اس نے بیوی سے ہم بستری نہیں کی

لیکن اگر اس نے طلاق کے بعد بیوی سے ہم بستری کر لی تو یہ رجوع شمار ہوگا، اور وہ اس کے پاس باقی رہے گی، اس کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا اور وہ ایک طلاق شمار ہو جائیگی، اگر اس نے پہلے کوئی طلاق نہ دی ہو تو یہ ایک طلاق ہو جائیگی

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو ہدایت نصیب فرمائے

اور وہ لوگ جنہوں نے یہ طلاق نہ ہونے کا فتوی دیا ہے وہ غلط ہے، ہاں اگر اس کی عقل صحیح نہ تھی تو پھر یہ طلاق نہیں ہوئی، یعنی پاگل کی طرح ہو تو طلاق نہیں ہوتی

لیکن اس شخص کا یہ سوال اس کی دلیل ہے کہ وہ شخص عقل رکھتا ہے، کیونکہ اس کا یہ سوال صحیح ہے، اگر یہ سوال اس کی اپنی جانب سے ہے تو یہ اس کی عقل صحیح ہونے کی دلیل ہے

لیکن اگر یہ سوال کسی دوسرے شخص نے اس کی جانب سے بنا کر پیش کیا ہے تو بہر حال ہر حالت میں آپ ان افراد سے دریافت کریں جو ثقہ ہوں اور تجربہ کار بھی اور اس شخص کو جانتے بھی ہوں، اگر وہ اس نوجوان کی عقل کے متعلق جانتے ہیں کہ عقل ماؤف ہے اور اپنی بات کو یاد نہیں رکھتا اور اچھی بات کر بھی نہیں سکتا، اور اس کے افعال اور اقوال پاگلوں اور نشئیوں اور کم عقلوں کی طرح عقل ماؤف ہونے پر دلالت کریں تو اس شخص کی طلاق واقع نہیں ہوگی

اس لیے ہم سب طلباء اور علماء کو اور ہر اس شخص کو جس سے کوئی سوال کیا جائے کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بغیر علم کوئی بھی فتوی نہ دیں، کیونکہ اللہ پر بغیر علم کے کوئی بات کرنا کبیرہ گناہ اور سب سے بڑی گمراہی ہے

حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے تو شرک سے بھی اوپر کہا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے :

کہہ دیجئے میرے پروردگار نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں، اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند اور دلیل نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگاؤ جس کو تم جانتے ہی نہیں الاعراف (33).

چنانچہ یہاں اللہ عزوجل نے بغیر علم کے اللہ کے ذمہ بات لگانے کو شرک سے اوپر بیان کیا ہے، اور یہ بہت خطرناک چیز ہے

اور ایک دوسری آیت میں اللہ سبحانہ و تعالی نے بیان کیا ہے کہ یہ شیطانی عمل ہے

فرمان باری تعالی ہے :

لوگو زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ اشیاء ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے

وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالی پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں البقرۃ (168-169).

چنانچہ یہاں اللہ سبحانہ وتعالی نے بغیر علم کے اللہ پر کوئی بات کرنا شیطانی اوامر قرار دی ہے، اللہ تعالی سے ہم سلامتی وعافیت کے طلبگار ہیں

اس لیے مسلمان شخص پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس سے بچ کر رہے، اور علم وبصیرت کے ساتھ ہی کوئی بات کرے اور دلیل کے ساتھ اللہ کے حکم کا علم رکھے بغیر یہ مت کہے کہ اللہ کا فرمان ہے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا پھر اہل علم کا اجماع ایسے ہے

اگر فتوی دے تو وہ بصیرت وعلم پر فتوی دے، اور اس کی اس کے پاس دلیل بھی ہو، اگر ایسا نہیں تو اسے اس کے انجام سے بچنا چاہیے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی پر بغیر علم کے کوئی بات کرنا بہت خطرناک معاملہ ہے، اللہ تعالی ہمیں محفوظ رکھے " انتہی

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ

حوالہ جات

close

ماخذ:

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (3/1680-1683)

اسلام سوال وجواب

143447

واللہ اعلم